رباعی

سبحان ترے سوا ہون عین جہان علوی
سب میں ہی ہمیں بیچ نہ اسرار علوی
دن رات تصور رہے کیون دیکھین
میں کس ہی ہے ایک یار دوگانہ علوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی علم الانسان ما لم یعلم والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ محمد مظہر الاتم وعلی آلہ المعظم واصحابہ المکرم
اما بعد۔ واضح ہو کہ یہ وہ غزلین ہین جو واصل الی اللہ عارف باللہ واقف
اسرار خفی وجلی حضرت مولانا منشی میر امداد علی شاہ صاحب قلندر علوی
المتخلص بہ علوی تھانوی حیدرآبادی کی سالانہ عرس شریف مین ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ
کو بمقام خانقاہ چشتیہ واقع محلہ مغلپورہ اندرون احاطہ مسجد ساجدہ بیگم صاحبہ مرحوم
حضرت اوستادی شمس الحق سجاد علی صاحب قبلہ سلمہ اللہ تعالے کے
اور آپ کے دوستون اور پیر بھائیون اور شاگردون اور معتقدون اور عام
لوگون نے پڑھین۔ طرح کے مصرعے ذیل مین درج ہین۔

مصرع طرح

فارسی۔ چہ شد کہ بلبل علوی خیال زار گریست۔
اردو۔ ذکر علوی کرتی ہے بلبل ترے گلزار کی۔

خاکسار
سید رضی الدین حسن کیفی حیدرآبادی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسیر جناب خواجہ حسین صاحب تلمیذ حضرت شائق

شکر ہے سب خیر محنت ہو گئی بیچزار کی
حال پر میرے عنایت اندنون ہے یار کی

ایک دو ساغر مین چھکا جا جو شراب عشق سے
میرے ساقی یہ نہین عادت ترے میخوار کی

پھر چلا مین سوے صحرا پھر ہوئی وحشت مجھے
چل گئی ہے آجکل پھر آبلون سے خار کی

ہر گھڑی خوش حال ہون مین دولت دیدار سے
ہو گئی ہے نقش جب سے دل پہ صورت یار کی

الطاف جناب الطاف محی الدین صاحب تلمیذ حضرت لمعہ

دل کی حالت جانتا ہے کون خالق کے سوا
ایک ہی صورت سے ظاہر کافر و دیندار کی

چال سے تیری جہان مین ہو گیا محشر بپا
شوخیان کیا ہون بیان ظالم تری رفتار کی

وہ شب وعدہ نہ اے الطاف آیا میرے پاس
رہ گئی افسوس حسرت دلمین وصل یار کی

بالی جناب سید مومن علی حسینی صاحب تلمیذ حضرت کاشف

کس صفائی سے پھری تیغ نظر دلدار کی
لی بلا مین روح نے جاتی ہوئی تلوار کی

داد دیتے ہی نہین مفلوک کے اشعار کی
کرتے ہین تعریف سنکر سب غزل زردار کی

بیٹھ جاتے ہین کبھی صحرا مین گاہے کوہ مین
تیرے دیوانے نہین رکھتے خبر گھر دار کی

قتل عاشق کے لیے ہے تیغ ابرو مکتفی
جستجو کرتے ہو کیون بے فائدہ تلوار کی

کیون نہ باقی آسمان پر اب ہو میرا دماغ
ہے بلندی پر رسائی طالع بیدار کی

برتر - جناب محمد نادر علی صاحب

ایڈیٹر نسیم دکن

مہتمم امانت پنشن

آج پھر تقدیر چمکی طالب دیدار کی
پھر گئی ہین پھر سے آنکھین روزن دیوار کی

ہو لی ہے یون پائمالی حسرت دیدار کی
پھرتے ہین آنکھون مین وہ وارفتگی رفتار کی

شوخیان ایسی بڑھی ہین برق حسن یار کی
اب نظر ٹکتی نہین ہے طالب دیدار کی

وادی وحشت مین گرمی دیکھنا رفتار کی
آبلون کے منہ سے نکلی ہین زبانین خار کی

ہو گئی تیر نگاہ ناز کی شاید ہدف
آج کیون اڑتا رنگت نہین اتنی رخ بیمار کی

اسقدر جو سا دہان زخم بسمل نے اوسے
ہوگئی ہے آب رنگت تک لب سوفار کی

شکل اب گرد کدورت سے صفائی کی کہان
دل کے آئینے پہ چھائی ہے گرد زنگار کی

کیا کہون یارب طریق عشق کی مجبوریان
تسلیم کر لی پڑتی ہین اب مجھکے انکار کی

رنگ پھر لائی ہے شور بد مستی کوہکن
پھر ہوا شکرانہ ہی سے دامن کہسار کی

یون بھی پردہ رکھ گیا افتادگان خاک کا
اوڑھ لی چادر کسی کے سایہ دیوار کی

آئینہ پیش نظر آرائش گیسو مین ہے
بیڑیان بنتی ہین اب پاسے نگاہ یار کی

عرصہ محشر مین کوئی پوچھنے والا نہین
ہوگیا ہی سے بہت زاہد کی حالت خوار کی

پھول مین بکھرے ہوئے شگفتہ عدو کی بزم مین
دھجیان ہین سب یہ میرے زخم دامندار کی

پیروی مومن کی تھا آپ کا ہے برتر فیض
ہے روش سب سے جدا گانہ مری اشعار کی

برہان - جناب محمد برہان خان صاحب -

ہے جدائی مین ترقی عشق کے آزار کی
دن بدن حالت ردی ہے اب تو بیمار کی

وحشت گردی مین جو چبھے نوک لہو لگی
تیر ان سے بیٹھے مٹا دین آبلے نے خار کی

ہم ترستے رہ گئے ساقی سے غیر و نکو جام
تو نے اچھی قدر کی اک بادہ خوار کی

راتدن ہر زبان کی ہے ورد زبان یہ دعا
ہو ترقی یا الٰہی آصفی سرکار کی

بقا - جناب محمد رزاق شریف صاحب تلمیذ حضرت کاشف

ہے محبت اپنے دلمین خال و روئے یار کی
ہے خدا کے گھر مین رونق کافر و دیندار کی

وہ بیان مین زلف پریشان کی ہو جاتے ہاتھ پاؤن
رنگینی سر پر سے دستار بھی دامن تار کی

جسکی ترچھی نظر وہ نیم بسمل ہو گیا
کیا روانی ہے تمہارے خنجر خونخوار کی

بیدل - جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب تلمیذ حضرت قائم مرحوم

مین معافی چاہتا ہون میکش خوش فکر سے
کچھ خطا اسمین نہین ہے بیدل ناچار کی

ناتوان ہون ایک عرصہ تک بخار آیا کیا
تھی یہ ناتوانی سبب ہے معذرت بیمار کی

پیشکش ہے ایک مطلع ایک مصرع ایک شعر
ہے اطاعت مجھکو بیدل میکش غمخوار کی

سو خدنگ اور اک نگاہ ناز چشم یار کی
لاکھ تیغ اور ایک جنبش ابروئے خمدار کی

کسقدر ہے سینہ سوزان کی گرمی تیر نے
خون تھوکا دیکھلو سرخی لب سوفار کی

میکش میخانۂ وحدت ہے ہر مرغ چمن
ذکر علوی کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

بیدل - جناب محمد نور خان صاحب اجمیری وارد حال حیدرآباد

بھول کر بھی اب نہین ہوتین وہ باتین پیار کی
گالیون پر کھلتی جاتی ہے زبان سرکار کی

جلوہ گر ہے اسطرح جیسے ہو شیشہ مین پری
دل کے آئینہ مین صورت اوس بت عیار کی

اوسمین یہ شوخی کہان یہ ناز یہ چتون کہان
کیون نہ جھینپے آنکھ تجھسے نرگس بیمار کی

ہوتی ہے میری نگاہ ہونگی نگہبانی وہان
رخنہ بندی ہو رہی ہے آجکل دیوار کی

تم حسین ہو کیا حسین گھر سے نہ نکلے جو کبھی
حسن تو وہ ہے نظر جسپر پڑے دو چار کی

تیری بے مہری عدو کا رشک اور رنج فراق
جان کن کن آفتون مین ہے ترے بیمار کی

دل کے لیتے ہی عمل کیا کیجئے اے ہمنشین
بات کیونکر مانئے نا آزمودہ کار کی

الفت دشمن چھپاؤ تم مگر کیا فائدہ
کہتی ہے خود چاہ کی چتون نگاہ مین پیار کی

آنکھ ملتے ہی مری جان حال کھلتا ہے سب
یہ نظر غصہ کی ہے اور یہ نگاہ مین پیار کی

تحمل - جناب مرزا حسینی بیگ صاحب تلمیذ حضرت آغا شاعر

شانہ کش ہے پھر صبا گلشن مین زلف یار کی
دہوم ہے چارون طرف پھر نکہت تاتار کی

چار آنکھین گر نہین تو نیچی نظرین ہی سہی
کوئی تو حسرت نکالو طالب دیدار کی

دیکھتا ہون اونکو اپنے گھر مین زیب انجمن
اب تو قسمت کھل گئی ہے دیدۂ بیدار کی

جی مین آتا ہے کہ مین آنکھین لگا دون شوق سے
ہاے ظالم کیا کشش ہے روزن دیوار کی

عشق مین اسکے تجمل کسقدر رسوا ہوا
دیکھئے کیا کیا دکھائیگی محبت یار کی

جاہ - جناب صفدر علی صاحب تلمیذ حضرت لمعہ

ہر جگہ ہے روشنی شمع جمال یار کی
ہین منور اوس سے آنکھین طالب دیدار کی

آب یاری ہو رہی ہے عشق کی گلزار کی
ہے یہ رنگینی ہمارے دیدۂ خونبار کی

ہے محبت دلمین اب زلف و رخ دلدار کی
شکل یہ کافر کی ہے صورت ہے وہ دیندار کی

اے مسیحا جلد لے آکر خبر بہر خدا
غیر حالت ہوگئی ہے اب ترے بیمار کی

چشم کی الفت مین مژگان کے ستم سہتا ہون مین
گل کے چھونے سے پہونچتی ہے اذیت خار کی

ہوسکا تجھسے نہ مقتل مین سر عاشق جدا
آبرو اب کیا رہی قاتل تری تلوار کی

آنکھ کے ڈورے سے تیرے خوب دم تاگا ہوا
اس سے ہے صورت نمایان سبحہ و زنار کی

ہے شفاعت اسکے خاطر یہ شفاعت کیلئے
کیون اہانت کر رہا ہے زاہدا مئخوار کی

واہ اے قاتل ترا کیا وار مجھپر کر گیا
یہ صفائی ہاتھ کی ہے یا تری تلوار کی

راتدن ہے مشغلہ اوسکا یہی اے باغبان
ذکر جلوے کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

کچھ نہین خوف و خطر اے جاہ روز حشر کا
مین ہون امت مین جناب احمد مختار کی

جنید - جناب جنیدی شاہ صاحب حیدر آبادی

دیکھنا رفعت ولاے احمد مختار کی
عرش ہلتا ہے ترپ سے اس دل زار کی

ہے ہواے کوے طیبہ تا بنفس
اب نہین بھاتی مجھے خوشبو کسی گلزار کی

صور اسرافیل بھی مجھکو جگا سکتا نہین
نیند میری سایہ خوردہ ہے کسی دیوار کی

داغ عصیان یا خدا دہل جائین اشک شرم سے
آبرو رکھنا ہماری چشم دریا بار کی

خود نظر آتی نہین مجھکو جدا اپنی نظر
یہ بھی ہے تاثیر حیرت جلوۂ دیدار کی

ہین وہ جانباز و فلسے لیتے نہین احسان غیر
منتین کرتے ہین عیسے آپ کے بیمار کی

گر جمال پاک آیا بھی نظر دیکھونگا کیا
ہے نقاب آنکھون پہ میری آنسوون کے تار کی

حشر مین پیش حبیب کبریا آئیگا لطف
جب خدا خود داد دیگا نعتیہ اشعار کی

ہوش مین آو جنید اچھی نہین بدمستیان
بیخودی کب تک رہے گی بادۂ پندار کی

جودت ۔ جناب عبد اللہ خان وحشی صاحب تلمیذ حضرت برتر

تحصیل لونگا آفتین سب ہجر کے آزار کی
ہان مگر مجھ سے نہ ہونگی منتین اغیار کی

زندۂ جاوید ہوجاتے ہین کشتے کیا سبب
آب حیوان مین بجھی ہے باڑھ کیا تلوار کی

شوخیون نے کردیا جلوے کو تیرے بے حجاب
اب کوئی لذت نہین ملتی مجھے دیدار کی

کب اسیران قفس کا غنچۂ خاطر کھلا
دی انھین صیاد نے کسدن ہوا گلزار کی

سخت جانی نے کیا محجوب مجھکو وقت قتل
دیکھتے ہے باڑھ قاتل ہر گھڑی تلوار کی

کھینچ لائینگے تصور مین تمھین ایجان جان
ہمسے کیا چالین چلیگی ناز کی رفتار کی

تمنے اے جودت گذاری عمر سب اپنی یہان
چل کے اب کرلو زیارت روضۂ سرکار کی

جوش ۔ جناب قاضی غلام محی الدین صاحب تلمیذ حضرت مسکین تھانوی

گر چھلک دریا مین پڑجائے رخ دلدار کی
پھول کی سی کیفیت ہوجا ہونگے خار کی

آجکل عزت ہے گل کی اور ذلت خار کی
کیون نہ بڑھ جائے بھلا کہئے نزاکت یار کی

فاتحہ کو آرہے ہین وہ مری تربت پہ آج
فتنے برپا کر رہی ہے ہر ادا رفتار کی

جوش دو ٹکڑے ہوا چل ہو بیٹھا نہین
عشق ٹیڑھی کھیر ہے اور دھار ہے تلوار کی

حزین ۔ جناب میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت شائق ۔

یاد ہو کیونکر نہ اصحاب شہ ابرار کی
میرے اک دلمین ہے پوشیدہ محبت چار کی

جان و دل سے ہے ہر اک طالب ترا یا مصطفٰے
کون ہے جسکو نہین خواہش ترے دیدار کی

ہے خدا بھی تیری صورت پر فدا صل علے
عرش پر گرمی ہے تیرے حسن کے بازار کی

خنجر ۔ جناب غلام محمد صاحب تلمیذ حضرت بیدل

قتل کرکے قم باذن اللہ کیون کہتا ہے تو
بے مزہ ہوتی ہے قاتل زندگی سو بار کی

پھر رخصت ہو گیا کہنے لگا دل الوداع
اوس بت سفاک سے چھپ چھپ کے آنکھین چار کی

آ گیا بستی مین تو جوش جنون بڑھنے لگا
تیرے مجنون کے موافق ہے ہوا کہسار کی

ایک بوسہ پر جو اپنا نقد دل دیتے تھین
مصلحتین ہین یہ کسی نا آزمودہ کار کی

داغ ۔ عالیجناب نواب فصیح الملک بہادر دہلوی

آ گئی پھر طبیعت کافر و دیندار کی
رشتہ داری ہو گئی تسبیح سے زنار کی

کیا مزہ دیتی ہے وحشت مین خلش آزار کی
توڑ کر دلمین چبھو لیتا ہون نوکین خار کی

نازکی سے اونکی آسانی مری دشوار کی
دوہرے ہو جاتے ہین اکثر جھوک سے تلوار کی

یا الٰہی کوئی محشر مین نہو میرا رقیب
ورنہ لٹ جائیگی سب دولت تری دیدار کی

نیند آئیگی نہ تمکو پہلوے دشمن مین کبھی
مان لو منت ہمارے دیدۂ بیدار کی

کان سننے کیلئے ہون دل سمجھنے کے لئے
قلقل مینا مین ہے آواز استغفار کی

آ ہی جاتی ہے طبیعت لوٹ ہی جاتا ہے دل
کیون بنا دی ہے خدا نے تیری صورت پیار کی

کیا کرون اے اہل جنت کچھ نظر آتا نہین
میری آنکھون مین بھری ہے خاک کوے یار کی

ہمنشین سے بدگمانی نامہ بر سے لا بھی
کس سے پوچھون کیا ہے کیفیت مزاج یار کی

موت بھی ہو یا آئی اور الٹی پھر گئی
شکل پہچانی نہین جاتی ترے بیمار کی

فرقت دلدار مین گھر کاٹے کھاتا ہے مجھے
کیا بھیانک ہو گئی صورت در و دیوار کی

آبرو ہے بخشش میرے قطرہ ہاے اشک سے
آج بوندین گن رہا ہون ابر گوہر بار کی

اس زمین مین اور بھی اے داغ تم لکھو غزل
جب طبیعت راہ دے پھر کیا کمی اشعار کی

ولہ

تاب نظارا کسے کیا شکل دیکھون یار کی
گرم رہتی ہے بجلی آتش رخسار کی

سیر سے جاتی ہے کب دیوانگی بیمار کی
میرے دلکو تیر لگتی ہے ہوا گلزار کی

حرف مطلب سنتے ہی تکرار سی تکرار کی
واہ کیا کہنا ترا کیا بات اس گفتار کی

ہر نگہ مین فتنہ ہے ہر فتنہ سے محشر بپا
شوخیان جن لین تری آنکھون نے بھی رفتار کی

سخت جانون کا کیا ہے فیصلہ ہر وار مین
نوک اچھی رہ گئی قاتل تری تلوار کی

سینۂ پُر داغ میرا دیکھ کر اوس نے کہا
رنگ ہے گلشن کا اسمین یو نہین گلزار کی

صبح مسجد کو گئے ہم شام کو مینخانے مین
رات کو ہمنے اڑائی دن کو استغفار کی

تمنے کچھ جانا بھی ہے اپنی نگاہ ناز کو
تمکو بھی پہچان ہے اچھی بری تلوار کی

حضرت موسے نے دیکھا آکے اس دنیا مین کیا
ہو رہین آنکھین تو اونکی ایک ہی دیدار کی

سر مین سودا بھر گیا جب لٹ اونکی دیکھ لی
دلمین برچھی گر گئی جب آنکھ اونسے چار کی

عشق کے ہاتھون ہوئین ہین داغ کی بربادیان
کیا حقیقت پوچھتے ہو اوس خدا کے خوار کی

درویش ۔ جناب محمد درویش خان صاحب تلمیذ حضرت میکش

خلق مین اک دہوم ہے باغ جمال یار کی
دید کے قابل ہے اب حالت کسی گلزار کی

کیون طرفداری کرین ہم کافر و دیندار کی
کشمکش معلوم ہے تسبیح اور زنار کی

شیخ صاحب خیر سے رندون مین آپہنچے ہین
اچھی گت بنجائیگی اب جبہ و دستار کی

راہ مین سے پھر گئے کیا جانے کیا آیا خیال
پھر ہوا اکھڑی ہے میرے طالع بیدار کی

ہو گیا صرف خزان درویش عہد شباب
کیا خبر تھی یون ہوا بگڑیگی اس گلزار کی

دردی ۔ جناب ظہیر الدین خان صاحب منصبدار تلمیذ حضرت میکش تھانوی

ہین تصور مین مرے جسدن سے مژگان یار کی
رہتی ہے دلمین خلش ہر وقت نوک خار کی

مرنے والے پر بتاؤ کس لئے احسان کیا
نزع مین تصویر دکھلائی ہے لا کر یار کی

حشر برپا ہو رہا ہے اب خرام ناز سے
کیا قیامت خیز ہے شوخی تری رفتار کی

میکشان بادۂ توحید کا مسکن ہے یہ
فرض ہے تعظیم اے دردی در خمار کی

دلگیر ۔ جناب سید مہتاب صاحب تلمیذ حضرت میکش تھانوی

اب رہائی دیکھئے کس روز ہو ہمکو نصیب
دل تو زلفون مین پھنسا ہے اک بت طرار کی

درد و غم سے روز و شب کے جان لب آگئی
دیکھئے نکلیگی کب حسرت دل بیمار کی

ایک دم کو بھی خلش جاتی نہین دلگیر آہ
دل ہے پہلو مین مرے یا نوک ہے یہ خار کی

ذبیح ۔ جناب محمد اسمعیل صاحب تلمیذ حضرت بیدل

ہے دعا یہ تجھسے یارب مجھ غریب زار کی
عمر و دولت مین ترقی ہو مرے سرکار کی

دوستانِ شہ رہیں ہر وقت خرم اور شاد
اور عدوئے شاہ کو ہو رسوائی دار کی

حشر اک اک گام پر مٹ جاتا ہے ہو کر بپا
ہے قیامت پائمال اوس شوخی رفتار کی

حال ابتر جان مضطر دل میں سوزش چشم نم
ہجر میں تیرے یہ حالت ہے ترے بیمار کی

راوق ۔ جناب میر مومن علی صاحب منصبدار تلمیذ حضرت میکش تھانوی

اے اجل حسرت ہے دل میں یار کے دیدار کی
اے مسیحا لے خبر جلدی کہیں بیمار کی

نالے بھی لب تک نہیں آتے الٰہی خیر ہو
ہوتی جاتی ہے ردی حالت تری بیمار کی

کیوں نہ جنت میں ہمیں یاد آئے دل ہر گھڑی
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں کوچۂ دلدار کی

کیا بھرے نظروں میں اپنی وسعت صحرائے حشر
یاد ہیں راوق فضائیں خانۂ خمار کی

رفیق ۔ جناب رفیق صاحب تلمیذ حضرت شائق

کچھ عجب بانکی رنگیلی شکل ہے دلدار کی
اور سیہ طرہ نرالی طرز ہے گفتار کی

حضرت زاہد بنایا تو نہیں رندوں نے آج
دھجیاں کیوں اڑ رہی ہیں جبہ و دستار کی

وحشت سودائی میں چھالے کہاں ہیں پاؤں کے
اب نہیں منت ہی کرنی پڑ گئی ہر خار کی

مان لو کہنے کو میرے یہ نہیں اچھی نہیں
ہٹ بری ہے ضد بری ہے اے صنم بیدار کی

لشکر آل محمد میں بہتر آدمی ۔
اور سے گنتی اودھر بھی فوج اوس کافر کی

ق

اس مصیبت پر نہ کی کچھ بد دعا شبیر نے
میں فدا کیا کچھ مروت تھی مری سرکار کی

جب کسی پردہ نشیں کا آگیا جلوہ نظر
یاس سے تی لی بلائیں حسرت دیدار کی

ہے یہی دل سے دعا ہر دم ہماری الخدا
عمر و دولت ہو زیادہ آصفی سرکار کی

فیض یہ سب حضرت شائق کا ہے رفیق
قدر ہوتی ہے ہمیشہ جو ترے اشعار کی

رونق ۔ جناب غلام حسین خان صاحب تلمیذ حضرت شائق

بیٹھے بیٹھے آج واعظ کو ہوا ہے کیا جنون
کر رہا ہے کیوں مذمت خانۂ خمار کی

قتل ہونے کے اوٹھینگے ہوش قدسی بھی
پھر ہوئی ہے دل کو خواہش یار کے دیدار کی

سر میں ہر اک کے آتا عشق کا ہی سودا اگر
بند کھلیں دستاریں اب تو حید کے بازار کی

الگ بت لے دین کی الفت میں انہیں نوا
ہر رگ گردن میں پیدا طرز ہے زنار کی

مست ہے بیخود ہے بے پروا ہے اور بیفکر ہے
کیا کہون حالت شراب عشق کے سرشار کی

زمان ۔ جناب شاہ زمان خان صاحب تلمیذ حضرت شاد

اے مسیحا ہو اجازت شربت دیدار کی
حالت اب اچھی نہین ہے آپ کے بیمار کی

اے فرشتو سو چکو مداح سے کرنا سوال
ورنہ مین دونگا دہائی احمد مختار کی

مین گناہون سے سزاوار جہنم تھا مگر
سوے جنت لیچلی رحمت مرے غفار کی

ہچکیون کی ڈاک بیٹھی ہے جو وقت واپسین
ہے یقین اس دم سواری آئیگی سرکار کی

رات دن تڑپا رہا ہے آپ ہی کا اشتیاق
کیا کرون مجبور ہون طاقت نہین رفتار کی

پھر مجھے رویا مین مکھڑے کی جھلک دکھلائیے
پھر لگی بیچین کرنے آرزو دیدار کی

پھر تجھے طیبہ مین حضرت نے بلایا ہے زمان
ہے عنایت کی نظر تجھپر ترے سرکار کی

سلام ۔ جناب سید خواجہ معین الدین چشتی صاحب تلمیذ حضرت حبیب تقوی

ملگئی تیزی نگاہ یار کو تلوار کی
کر دیا تجویز رنگ جس سے آنکھ اوسنے چار کی

گو وہ حالت اب نہین باقی رہی لیکن کبھی
جو ہماری بات تھی وہ تھی زبان یار کی

کر دیا دلکو خیال روے رنگین نے نہال
میرے پہلو مین شبیہین کھنچگئین گلزار کی

مینکدے پر میری توبہ نے کیا ساقی اثر
ہے شکست جام مین آواز استغفار کی

کیا عجب ہول قیامت سے اگر گھبرائین دل
وہ بھی ہے تصویر تیری شوخی رفتار کی

ہم کہے دیتے ہین دیکھو یہ نہین اچھی نہین
کیون تمھین خو پڑگئی تکرار کی انکار کی

ہو گیا بے سر مین فرقت کی مہم سر ہوگئی
اے خیال ابروے خمدار کیا تلوار کی

اے ستمگر ہے عبث بے تابی دل کا گلہ
ہم نے کی فریاد جب تو نے جفا سو بار کی

اسقدر کھائے تری الفت مین گل اے گلعذار
ہر حباب دل مرا دیوار ہے گلزار کی

آبلے رونین نہ کیونکر خون ہر دم پھوٹ کر
دل مین باقی ہے خلش تیر نگاہ یار کی

مین بھی ہون اک مدحگو ہو آصف یادس سلام
کیا عجب چشم عنایت ہو کبھی سرکار کی

سلیم ۔ جناب سید قادر محی الدین صاحب حیدرآبادی تلمیذ حضرت آغا شاعر دہلوی

جب سے چبھتی سی ہے مژگان بت عیار کی
کیا بتاؤن دلمین رہ رہ کر خلش ہے خار کی

مین بھی ہون وہ بھی ہے خوگر انتظارِ یار کی
ایک حالت ہے مری اور نرگسِ بیمار کی

محو ہو جو تو غلوی مین زہے بختِ رسا
آنکھ جھپکے گی بھلا اوس طالبِ دیدار کی

خیر ہو اب جانِ مضطر کی الٰہی خیر ہو
آڑی سیدھی پڑتی ہین نظرین بتِ عیار کی

اب تو یہ انداز ہے جو ہاتھ ہی بھرپور ہے
تیغ سینے وہ پائی لذت زخمِ دامندار کی

خوف ہے محشر مین کھل جائے نہ رازِ دل کہین
شرم تیرے ہاتھ ہے اس زخمِ دامندار کی

کیا تینگے لگتے ہین افسوس میرے ذکر پر
کہتے ہین پوچھو نہ مجھ سے اوس خدائی خوار کی

جسکو بخشی ہو خدائے پاک نے طبعِ سلیم
دوستو اوسکی غزل مین کیا کمی اشعار کی

شاد عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد مہاراجہ بہادر پیشکار و مدارالمہام سرکار عالی تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

داستان ہے ہر جگہ اوس آتشین رخسار کی
ہے جہان مین دھوم جسکی گرمی بازار کی

دھونڈتی ہین کیون نگاہین دیر و کعبہ مین اوسے
ہے تمنا پتلیون کو یار کے دیدار کی

اوسکے عارض کا تصور ہے یہان شوق سے
رات دن یون ہے تلاوت مصحفِ رخسار کی

ہوگیا جب سے مین کافر عشقِ صنم
قدر کرتے ہین بہت مومن مرے زنار کی

جتنا جی چاہا جلایا تو نے اب ہشیار ہو
اب فلک باری ہے میری آہِ آتشبار کی

گلرخون کی یاد نے مجھکو کیا ہے نونہال
شاخ تازہ بیت ہے ہر اک مرے اشعار کی

توبہ کی ہے شیخ نے پیرِ مغان کے ہاتھ پر
اب اوسے حاجت نہین ہے جبہ و دستار کی

جی اوٹھے لاکھون تو لاکھون ہوگئے پامال بھی
کیا کرامت ہے تری گفتار کی رفتار کی

ہون تو آموز فنا مسکن مرا لاہوت ہے
شان و شوکت اور ہی کچھ ہے مرے دربار کی

کیون نہو کاوش جگر مین کیون نہو دلمین خلش
رنگینی ہے لوٹ کر برچھی نگاہِ یار کی

حسرت و ارمان جلو مین ہین مری میت کیساتھ
قافلے سے ہے یہ رونق قافلہ سالار کی

ہوگئی ہے اوسکی ہستی مین مری ہستی فنا
بھول کر بھی یاد اب آتی نہین اغیار کی

غلوی پیرِ مغان کا ہوگیا قایم مقام
کیا ہی عزت بڑھ گئی اب میکش میخوار کی

خوف کیا ہے لاکھ دشمن دشمنی مجھسے کرین
ہے عنایت میری حالت پر مرے سرکار کی

کہتی ہے اے شاد مجھکو خلق مداح رسولؐ
نعت لکھتا ہون ہمیشہ احمد مختار کی

شاعر - جناب آغا صاحب قزلباش دہلوی تلمیذ رشید حضرت داغ دہلوی

مصرعہ موزون جھلک ہے ساعد دلدار کی
دیکھنا تلتی ہوی ڈالی مرے گلزار کی

پھول سے کانٹے ہے اب جاینت ہمین گلزار کی
ہمنے وہ لذت اوٹھائی ہے زبان خار کی

دیکھنا رنگینیان اس چرخ کجرفتار کی
خون بلبل سے بجھائی پیاس نوک خار کی

قصر جانان یاد آیا دیکھکر رنگ کفن
میری آنکھون مین سفیدی پھر گئی دیوار کی

دیکھنے دیتا نہین کچھ بھی ترے دل کا غبار
قد آدم یہ نئی تعمیر ہے دیوار کی

جب سے توبہ ہم ہین وہ جب دیکھیے جوش عتاب
آجکل رتی چڑھی ہے کچھ مزاج یار کی

ہر تصور مین رواں ہین اشک خونی اسلیے
رنگتین ہین یہ بھی دامان خیال یار کی

شوق سے مشق ستم کیجیے پروا نہین
سینے چادر اوڑھلی ہے زخم دامندار کی

حضرت مسکش کی خاطر سے لکھے ہین چند شعر
ورنہ شاعر کیا غزل ہوگی کسی بیمار کی

شایق - جناب ابو الحیا مولوی سید اعظم علی صاحب تلمیذ حضرت نایل

تذکرے پر وصل کے گردن جھکی ہی یار کی
یا خدا اس شرم مین کچھ ہوا اقرار کی

ہے تحفت فیہ مین آواز پنہان یار کی
روح کیون قیدی ہو زندان جسم زار کی

چشم میگون دیکھ لی گر اوس بت سرشار کی
رال ٹپکیگی سر محفل ہر اک میخوار کی

ایک بوسہ پر بگڑ بیٹھے ہو وہ بھی وصل مین
کونسا جھگڑے کا موقع بات کیا تلوار کی

آفتاب عشق سے روشن ہوئین آنکھین مری
ذرہ ذرہ مین نظر آتی ہے صورت یار کی

ہجر جان کا کٹ رہا آج آتا ہے نظر
شکر ہے اللہ نے طوفان سے کشتی پار کی

گیسوے پرپیچ کی الفت نہ چھوٹی بعد مرگ
پڑگئی گرد گلو پھانسی کفن کے تار کی

تیر شاید نمک چھڑکا ہے کچھ اوس ترک نے
چوستی ہے زخم کے لب کیون زبان سوفار کی

ہر گھڑی دل مین مہکتی ہے شمیم زلف یار
میرے سینہ مین بھی اک ہے دکان عطار کی

ہین لیے کب جھانکا کسیکو یا الٰہی خیر ہو
آنکھ کیون بدلی ہوی ہے روزن دیوار کی

سیکڑون عصیان پہ سب مین ہی وقعت مری
مین خدا کیا پردہ پوشی ہے مری ستار کی

ایک بوسہ پر مرا دل بک رہا ہے جلد لو
دام کچھ بڑھکر نہین قیمت ہے یہ بازار کی

جب سے مئے وحدت سے تم متوالے ہوگے زاہدو
اور ہی ہوگی ادا کچھ لٹ پٹی دستار کی

چشم میگون کی محبت دل مین ہے شایق اگر
توبہ توبہ پھر خدا کا شکل بادہ خوار کی

سلام

بڑھ گئی گرمی بہت کچھ جنگ کے بازار کی
جب مرے یوسف نے کی بیعت اوس کار کی

کیا کرون تعریف تیغ حیدر کرار کی
مرغ جان کے کاٹتی ہے پر چمک تلوار کی

بیکسی گرمی سفر جنگل شہادت تشنگی
ہو بیان کیا کیا مصیبت حد بھی آزار کی

گھر گئے نرغے مین اعدا کے حسین ابن علی
تھی ادھر اک جان اودھر بوچھار تھی تلوار کی

رو رہے تھے حاملان عرش بھی سر پیٹکر
رو کے جب اہل حرم نے شہ سے یہ گفتار کی

ما ہمہ تشنہ لبانیم و تو لی آب حیات
تشنگی سے جان ہے لب پر اک بیمار کی

باپ کے زانو پہ سر بیٹے کا ہے زخمون سے چور
ہائے یہ گردش نئی ہے چرخ کج رفتار کی

دیکھکر اکبر کا چہرہ رو رہے تھے زار زار
ہاتھ تکیے کے اور گرد اوس رخسار کی

وا اخی ادرک کبھی آتی صدا سے وا ابی
اور کبھی آواز وا عماه و یا کرار کی

ایک جان اور لاکھ صدمے ایک دل اور لاکھ غم
دو پہر کی دھوپ تھی اور چھاون تھی تلوار کی

اوس گل باغ رسالت کی محبت دل مین ہے
میرے سینے مین کھلی ہے شایق فضا گلزار کی

شاگرد جناب سید خواجہ محی الدین صاحب خلف واصف

دل مین جسکے ہو محبت سید ابرار کی
فکر مرقد کی نہ جنت کی نہ اوسکو نار کی

کس زبان سے ہو ادا تعریف حسن یار کی
غنچہ لب کی سرو قد کی ابروی خمدار کی

دو قدم چلنے کی طاقت ہی نہین ہے حشم
ناتوانی سے یہ حالت ہوگئی بیمار کی

شہرالی جناب سید عبد الجلیل صاحب تلمیذ حضرت شایق

کیا رسیلی کیا نشیلی آنکھ ہے دلدار کی
کرتی ہے بیہوش اور بیخود نظر اک بار کی

ہے میرے ہر عضو کو حسرت مرے دلدار کی
کان کو گفتار کی اور آنکھ کو دیدار کی

ہون ازل سے شیفتہ روے نبی کا دوستو
یا محمد کہتی ہے بلبل مرے گلزار کی

دیکھکر جلوہ کسیکا دل یہ دیتا ہے دعا
دولت حسن روز افزون ہو مرے سرکار کی

شکر ہے اب بہہ گیا دل سے غبار ہجر یار
کام تو آئی روانی چشم دریا بار کی

ہے چمک خورشید مین ہی اور نہ رونق چاند مین
کچھ عجب پر نور ہے صورت مرے دلدار کی

پیچ مین گردش مین ہوتی ہے بسر عمر روان
جیسے دل کو ہے محبت چشم و زلف یار کی

بادہ خواری سے کرون توبہ شرابی کس طرح
چھوٹتی ہرگز نہین عادت کسی میخوار کی

شوق - جناب عبد الرؤف صاحب تلمیذ حضرت حبیب کنتوری -

ہے یہ معراج سخن امداد سے سردار کی
ذکر علوی کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

بات بنکر دلکی بیتابی سے بگڑی وصل مین
ایک بھی مانی نہ منت ہمنے گو سو بار کی

لاکے رکھدے سے خم کوئی ساقی کہ نیت سیر ہو
پیاس کب اک جام سے بجھتی ہے اس میخوار کی

جو ہین ارباب خرد وہ ہر طرح محتاط ہین
ہے روش انکی جدا رفتار کی گفتار کی

بنکے جام مے لب گلرنگ کے بوسے لئے
مر کے یہ معراج پائی خاک نے میخوار کی

ہجر کی شب ایک پل مین کر دیا طوفان بپا
کیا کہون روداد اپنی چشم دریا بار کی

آتے آتے میرے گھر جو راہ سے وہ پھر گئے
یہ فقط برگشتگی تھی بخت ناہنجار کی

خوف کیا ہوسنے دو گر ہین جرم میرے بے شمار
شان تو حد سے سوا ہے رحمت غفار کی

شکر خالق فیض نعت احمد مختار سے
شوق کو دولت ملی ہے طالع بیدار کی

شامل - جناب محمد عبد الصمد صاحب تلمیذ حضرت شایق -

ہو گئی ہے دہر مین مرنے کی شہرت اسلئے
شکل کچھ ملتی ہوی ہے اوس سے قد یار کی

ایک آہ گرم مین ہو جائیگا یہ جلکے خاک
اصل کیا ہے میرے آگے چرخ کجرفتار کی

ہجر کے صدمون سے بچ جاؤنگا دم نکلے اگر
جان راحت پائیگی تکلیف سے ہر بار کی

ہر گھڑی کے ہان سے بہتر ہے نہین [illegible]
روز کے اقرار سے بات اچھی ہے انکار کی

سچ ہے اے شامل کہ مذہب عاشقانہ ہے مرا
شکل کافر کی زصورت ہے مری دیندار کی

صبوحی - جناب میر لطف علی صاحب تلمیذ حضرت میکش تھانوی

آنکھ ہے مشتاق مدت سے تری دیدار کی
آ کہ ہو جائے تسلی ہجر کے بیمار کی

آچکا وہ کرچکے اوسکا بہت کچھ انتظار
اب خبر اپنے کو تسے موت ہی یار کی

چین دلمین ہے نہ خواب آنکھونمین یار ہجر
اک ستم ڈھاتی ہے دلپر یاد اوس دلدار کی

ہو برا یارب عدو کا کیا سکھایا ہے اوسے
اب وہ پہلی سی نہ الفت ہے نہ نظرین پیار کی

پانی ہوکر بہگئے اک خلق کے دل اور جگر
آب ہے قہر خدا ظالم تری تلوار کی

دیکھنے سے جسکے پڑجاتے ہین دل پر آبلے
کس غضب کی آنچ ہے ظالم تری تلوار کی

میری مشکل کہئے تو پھر کسطرح آسان ہو
بارہ بھی تو کند ہے ظالم تری تلوار کی

کیا پسند آئیگی جنت لے چلو مجھکو کہین
میری آنکھون مین ہین پھرتی رہ کوئے یار کی

ناتوانی کا برا ہو اوٹھہ نہین سکتا قدم
تھام کر چلیا رکاب اوس یار کے رہوار کی

چاشنی پھرتی ہے مقتل مین لہو اک خلق کا
پیاس کیسی ہے کہ بجھتی ہی نہین تلوار کی

صبح ہوتے ہی خدا کی یاد سب کرتی ہے خلق
راہ لیتا ہے صبوحی خانۂ خمار کی

صبر - جناب محمد عبد الکریم خان صاحب دہلوی تلمیذ حضرت

نزع مین بھی یاد ہے اوس ابروی خمدار کی
مرد میدان کو ہوس ہر وقت ہے تلوار کی

گرچہ گشتن روز اول پہلے مین سمجھا ہین
جب تو اسکی بزم مین سننی پڑی اغیار کی

انتہائے درد الفت کا نتیجہ یہ ہوا
شکل پہچانی نہین جاتی ترے بیمار کی

غیر سے بیباکیان اور مجھسے ہی شرم و حیا
ہوگئی ہے کیا بری عادت نگاہ یار کی

اسکی لاٹھی مین کبھی آواز ہوتی ہی نہین
کچھہ نہ پوچھو مجھسے حالت تم خدائی مار کی

جانتے تھے ہم کہ تو آئے مگر تقدیر سے
موت بھی آئی تو بنکر شکل مین اغیار کی

ہمکو اپنے سایہ مین بھی بیٹھنے دیتی نہین
کونسی تقصیر مجھسے کی تری دیوار کی

آسکے ملنے کے لئے شاید یہی ہو راہبر
مین بنا مین سے رہا ہون نقش پای یار کی

صبر اوسنے تمکو گر باتین سنائین بھی تو کیا
اسکی باتین ایسی ہین جیسے کہ لتو بازار کی

صغیر خاکسار محمد حبیب الدین فاروقی مہتمم مشاعرہ تلمیذ حضرت [illegible] بہاروی

سلام

بھر لئے ہے سیل جاری آنسوؤن نکلتے تار کی
بہہ چلی ہین گد موجین چشم دریا بار کی

ایسا کچھ خاموش ہوں گویا زبان رکھتا نہیں
اب غم شبیر میں طاقت نہیں گفتار کی

جان دیتا تھا ہر اک شامی خرام ناز پر
چال کچھ ایسی تھی پیاری شاہ کی تلوار کی

ہاے وہ باغ حسینی کیسا ویران ہو گیا
کیسی بربادی ہوئی پھولے پھلے گلزار کی

سب سے پہلے حر نے اپنی جان کی شہ پر نثار
سب سے پہلے خلد میں اپنی جگہ تیار کی

کہتے تھے شبیر غم میں حضرت عباس کے
کب نظر شکل آئیگی بھائی علمبردار کی

چاہتا ہے آخرت اچھی ہو گر تو اے ضمیر
رکھ محبت آل پاک احمد مختار کی

غزل

اے مسیحا ہے یہی حالت ترے بیمار کی
جان لب پر امید دل میں آرزو دیدار کی

کون سے دن خون پیا سوان کیا کرتی ہے تیغ
کب زبان سوکھی نہیں رہتی تری تلوار کی

کر رہے ہیں جو جفا بھی وہ مجھے منظور ہے
جان لیتی ہے مگر بے اعتنائی یار کی

دم یہ کہتا ہے کہ ہوں مہمان اک دم بھر میں
نبض کہتی ہے کہ ہے رخصت تری بیمار کی

قرب کی دولت سے الاماں رہتے رات دن
کاش ہم مٹی ہی ہو جاتے تری دیوار کی

ہاے کب جاتا ہے اچھی نہیں پردہ اور پردہ نشین
سامنے تو آ ذرا حسرت مٹے دیدار کی

شکر ہے مٹی ٹھکانے سے ہماری لگ گئی
ہو گیا مدفن ہمارا اب گلی میں یار کی

زخم کھاتے ہیں اسی سفاک کے ہم اے ضمیر
قدر پوچھے ہم سے کوئی ابروے خمدار کی

ضمیر جناب محمد اکبر علی خان صاحب تلمیذ حضرت برتر

پھر شوریدہ سری کیا فکر ہو کہسار کی
مہربانی مجھ پہ ہے سنگ در دلدار کی

یاد میں تیری ہے پھر ہوا وحشت دل بیمار کی
بیڑیاں بنتے لگیں پھر گیسوے خمدار کی

اب گھڑی ساعت میں آتی ہے خبر ہنگام حال
ڈاک بٹھلا رہی ہے سینے ہچکیوں کے تار کی

خوبصورت کو نہیں آرایش ظاہر سے کام
سادگی زینت ہے اوس آئینہ رخسار کی

کیوں نہ پس پس کر تمنائیں مری ہوں پائمال
رہتی ہے محفل میں تیری کشمکش اغیار کی

بے سبب رشتے نہیں ہیں آنکی محفل میں عدو
پہلوے گل میں ازل ہی سے جگہ ہے خار کی

اضطراب درد فرقت میں مجھے راحت کہاں
کاوش دل سے کھٹک رہتی ہے ہر دم خار کی

مین کرون آخر صفت کس کسکی اے گلزار حسن ۔ ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی

دیکھکر وہ حالت زار ضمیر ناتوان ۔ کہتے ہین کیون تیری صورت ہو گئی بیمار کی

ضمیر۔ جناب سید علاء الدین صاحب تلمیذ حضرت [illegible]کش

کیون ترقی پر ہو حسرت بھلا دیدار کی ۔ لے رہی ہے یاد دلمین چٹکیان [illegible]ار کی

جلد آ بہر خدا رخصت ہے جان زار کی ۔ ہے بُری حالت مسیحا اب تیرے بیمار کی

قبر مین کیونکر اٹھائین گے مجھے منکر نکیر ۔ ہے قیا میرے بدن مین زخم دامندار کی

تیرے بہکانے سے بہکینگے نہ اے زاہد کبھی ۔ راہ وہ سیدھی پڑی ہے خانۂ خمار کی

ہے پریشان حال اپنا آجکل بالکل ضمیر ۔ کیا غزل لکھینگے ہم طاقت نہین گفتار کی

ضیغم۔ جناب محمد عبد اللہ خان صاحب داماد آنریبل نواب شرف الامراء مرحوم

ہو نہ حاصل دید جب اوسکے گل رخسار کی ۔ سیر پھر کیا خاک خوش آئے ہمین گلزار کی

روز جل بھر کر خبر لیتی ہے وہ دوچار کی ۔ دیکھنا کیا بات ہے تیغ نگاہ یار کی

یہ بھی اچھی ہے نہین ابروے خمدار کی ۔ قدر کم ہو جاتی ہے مل آنے سے تلوار کی

خفتگان خاک جاگ اوٹھے ہوا محشر بپا ۔ یہ قیامت ہے تری پازیب کی جھنکار کی

بچ نہین سکتا کسی صورت سے حالت غیر ہے ۔ آرہی ہے اب تو سانس نزع تیرے بیمار کی

سارا عالم میری نظرون مین شب کیون تاریک ہو ۔ ہائے دیکھی ہے جھلک اک چاند سے رخسار کی

اس تمنا مین کہ آجائے وہ ہرجائی نظر ۔ خاک اوڑاتے پھرتے ہین ہم کوچہ و بازار کی

کیا حسینان جہان اوسکی نگاہون مین جچین ۔ جسکی نظرون مین کبھی ہو آہ صورت یار کی

اے ہوس ہم ذلین اکسیر کو مٹی کے مول ۔ مدتون چھانی ہے ہمنے خاک کوئ یار کی

ابر نیسان کچھ برس کر تو نہین سارے بجائیگا ۔ ہمسری کیا کر سکے گا چشم گوہر بار کی

دھوپ مین آیا جو کوٹھے پر مرا خورشید رو ۔ بس شعاع مہر کلغی بنگئی دستار کی

آصف سادس ہین یا رب سدا با عز و جاہ ۔ عمر و دولت روز افزون ہو مری سرکار کی

کیون نہو ضیغم دو عالم مین وہ دل ہر دل عزیز ۔ نقش ہو جسمین محبت احمد مختار کی

طاہر۔ جناب عبد الطاہر صاحب تلمیذ حضرت شایق۔

ہاے کچھ حسرت نہ نکلی اس دلِ غمخوار کی ۔۔۔ مار ڈالیگی آرزو ظالم ترے دیدار کی

نغمہ سنجی فصلِ گل مین چھوڑکر اے باغبان ۔۔۔ ذکر علوی کر رہی ہے بلبل مرے گلزار کی

ہوگا جب جلوہ فگن گھر مین مرے دلدار آکر ۔۔۔ اور رونق ہوگی سایے ظاہر در و دیوار کی

عالم جناب عالمگیر محمد خان صاحب تلمیذ حضرت جلیل کنتوری

راستی اوس قامتِ موزون سے پائی دار کی ۔۔۔ ملگئی ابروے قاتل کو بھی تلوار کی

دل جلیگا تمکو اوسکی شمع محفل دیکھکر ۔۔۔ اسلیئے آتے نہین ہم بزم مین اغیار کی

خواب مین دکھلا گئے ہین آج وہ اپنا جمال ۔۔۔ یہ ترقی ہے ہمارے طالعِ بیدار کی

مرکے زندہ ہون حسین جب بھی [illegible] ۔۔۔ چال مستانہ ادا بانکی ہمارے یار کی

مال و دولت سے غرض ہے اور نہ دنیا سے غرض ۔۔۔ دل کو خواہش ہے مرے بس آپکے دیدار کی

تا نہ دیکھین جلوہ بے پردہ کل اسلئے ۔۔۔ ہوگئین بے نور آنکھین نرگسِ بیمار کی

آپ خود سمجھے ہوے ہین اسکے دل کا مدعا ۔۔۔ کیا کہے عالم کوئی حاجت نہین اظہار کی

عالی جناب رشید الدین خان صاحب تلمیذ حضرت میکش

کسطرح وہ بھول جاے لذتین دیدار کی ۔۔۔ مدتون جس آنکھ نے دیکھی ہو صورت یار کی

اوسکو کیا دہشت ہو تیغ ابروی خمدار کی ۔۔۔ جس نے چوسین ہون زبانین سیکڑون تلوار کی

کیا یقین توبہ کا ہو اوس زاہد مکار کی ۔۔۔ جس نے سو سو بار توڑی اور سو سو بار کی

کسطرح جائیگی یارب خلش اس خار کی ۔۔۔ پھانس ہے میرے کلیجے مین نگاہ یار کی

حضرتِ موسیٰ تو بس آنکھین جھپکتے رہ گئے ۔۔۔ دیکھنے والون نے صورت دیکھ ہی لی یار کی

دیکھکر ایجان تری تیغ ادا کی نوک جھوک ۔۔۔ کھل گئین باچھین دہانِ زخم دامندار کی

سر اوٹھاے تیری چشمِ سرمگین کے سامنے ۔۔۔ حوصلہ کیا تیغ کا اوقات کیا تلوار کی

سیدھی سیدھی بات پر مقتل مین گر الجھیگی ۔۔۔ ہم نکالینگے کبھی قاتل تری تلوار کی

اسقدر کھاے ہین جوہر کھینچ تیغِ یار کے ۔۔۔ گود بھر کر لے چلے ہین زخم دامندار کی

سب پہ ظاہر ہے کہ عالی ملگئے مٹی مین ہم ۔۔۔ خاک بھی آئی نہ لیکن ہاتھ کوے یار کی

ولہ

کس بلا کی آنچ تھی تیغ نگاہ یار کی — پانی ہو کر بہہ گیا دل دہار مین تلوار کی

ہم کرین ترک محبت ابروے خمدار کی — سر کٹا کے چلتے ہین عاشق دہار پر تلوار کی

کر رہی ہین یہی دونون مرے دل کو تباہ — تیغ چشم ناز کی برچھی نگاہ یار کی

اولٹی سیدھی یہان کی وان کی باتین کر گئے — یہ بھی کیا کوئی عیادت ہے کسی بیمار کی

اوٹھ نہین سکتا زمین سے وہ مثال نقش پا — ناتوانی بڑھ گئی ہے اسقدر بیمار کی

کونسا کانٹا نکالون کونسا درمان کرون — برچھیان ہین سیکڑون دل مین نگاہ یار کی

وقت گریہ میرے اشکون کی روانی دیکھکر — ہو گئی اتنی سی صورت ابر گوہر بار کی

بڑھتے جاتے ہین قدم شوق شہادت مین مرے — کھینچتی ہین دلکو جھنکارین تری تلوار کی

اسکو بسمل کر دیا تو اوسکو ترچھا کر دیا — کیا انوکھی چال ہے ظالم تری تلوار کی

بھر گیا ہے دل مرا فوج غم و اندوہ مین — ایک سر پر بجلیان ہین سیکڑون تلوار کی

مرا دکھائین پھر تموجات سے کبھی امواج بحر — دیکھین طغیانی جو میری چشم دریا بار کی

اب نہ ٹھہرین گے کبھی صحرا نوردی سے قدم — پاؤن مین میرے روش ہے گردش پرکار کی

حضرت عالی کہا تھا کہ اگر تم چھانو گے خاک — چھان ڈالی تمنے تو ساری زمین اشعار کی

رباعی

پھولیگا پھلیگا خوب باغ علوی — گل ہوگا نہ حشر تک چراغ علوی

دل سے مرے جائیگی نہین سوزش عشق — مٹنے کا نہین کبھی یہ داغ علوی

عدیل جناب نواب حمید الدین خان صاحب تلمیذ حضرت کیش

کیا روان ہے تیغ ابرو اوس بت عیار کی — ایک ہی جنبش مین جان لیتی ہے دو دو چار کی

مار ڈالیگی تمنا اب تو وصل یار کی — اوہی حالت ہوئی ہے ہجر کے بیمار کی

ہجر مین تیرے جو ہوتا ہے دل مضطر کا حال — کیا کہون منہ سے لیاقت ہی نہین اظہار کی

دن کو کٹتے ہین کہ ہم گھر سے نکلتے ہی نہین — ور جاتے ہین وہ شبکو بزم مین اغیار کی

جب سے سودا ہو گیا ہے اوسکی زلفونکا مدام — سیر کرتے ہین ہمیشہ عشق کے بازار کی

عزیز جناب محمد حسین صاحب تلمیذ حضرت آغا شاعر

اسقدر انداز یہ غمزے خدا کی شان ہے
بس چلو رہنے دو کوئی حد بھی ہے انکار کی

وہ ستایا آبلون نے منزلِ مقصود تک
منتین کرنی پڑین آخر کو نوکِ خار کی

آپکی فرقت مین لب پر آگئی جانِ عزیز
ابتو بھولے سے خبر لو عاشقِ بیمار کی

عشقی ۔ جناب میر داور علی صاحب تلمیذ حضرت شائق

کوئی دم مین دم نکلجائیگا فرقت سے مرا
اے مسیحائے جہان لیجے خبر بیمار کی

ایک مدت سے یہی حسرت یہی ہے آرزو
کب ہمین لذت ملیگی شربتِ دیدار کی

یا بنی طاری ہو جسدم مجھپہ حالت نزع کی
روبرو اس خستہ دل کے شکل ہو سرکار کی

حسرتِ دیدار اخمدین نہ مرجاؤن کہین
یا الٰہی خیر ہو فرقت مین جانِ زار کی

فاضل ۔ جناب عثمان علی خان صاحب تلمیذ حضرت شائق

وصل کی شب ہے نہ بگڑو تم خدا کیواسطے
کیا مزے کی رات ہے باتین کرو کچھ پیار کی

گو مصیبت ہوا الم ہو رنج ہو دلبر سے
کچھ ہو اس منہ سے نہ نکلیگی شکایت یار کی

ہو کے پیاسے کربلا مین کسطرح لڑتے رہے
کیا شجاعت ہو بیان سبطِ شہ ابرار کی

فرحت ۔ جناب بالا پرشاد صاحب تلمیذ حضرت عہدی

تجھسے تو عشاق کی گردن نہین کٹتی ظلم
دیکھ لی قاتل صفائی اب تری تلوار کی

روکتا ہون لیکن اسکا سلسلہ رکتا نہین
اک لڑی ایسی بندھی ہے آنسوؤنکی تار کی

سخت جانون پر ذرا قاتل سنبھلکر وار کر
آبرو باقی رہے کچھ تو تری تلوار کی

کوئی دم مین ہونیوالا ہے یہ قدمون پر نثار
غیر حالت ہے تمھارے عاشقِ بیمار کی

لیکے چل فرحت کو صحرا مین تو اے جوشِ جنون
آبلے رستے ہین اب خواہش ہین نوکِ خار کی

فرخ ۔ جناب محمد فرخندہ علیخان صاحب تلمیذ حضرت برتر

پوچھتے ہین آپ کیا حالت دلِ بیمار کی
ہے عیان صورت سے خود حاجت نہین اظہار کی

جلوہ گر آئینۂ دل مین ہے صورت یار کی
آرزو پوری تصور سے ہوئی دیدار کی

میرے بختِ پریشان سے کہین اچھی نہون
برہمی جاتی نہین کیون گیسوے خمدار کی

ہے کوئی بھی رفیق کنجِ تنہائی نہین
جز اجل صورت نظر آتی نہین غمخوار کی

کوچۂ دلدار مین ہر پھر کے آجاتا ہون مین / آئی ہے گردش مری پاؤن مین کبھی پرکار کی

مین رہونگا عمر بھر ناکام ارمان دیکھنا / حسرتین میری نہ ہونگی آرزو اغیار کی

جانتا ہے کون وصف تیغ جو مزہ پائے ہین ہم / ہو نہین سکتی بیان لذت فراق یار کی

قابل۔ جناب تراب علیخان صاحب تلمیذ حضرت شایق

اوسنے اس انداز سے کی بات آج انکار کی / دل یہ بولا اوٹھا کہ اسمین طرز ہے اقرار کی

گرچہ ہین عصیان مرے بے انتہا کچھ ڈر نہین / ہے گنہگارون کو ہمت رحمت غفار کی

خانۂ دلمین رہو یا آنکھ کی پتلی بنو / دونون گھر ہین آپکے مرضی جو ہو سرکار کی

کہتے ہین دل لیکے لادے اور کوئی دل مجھے / کیا نئی ہے آج فرمایش مرے دلدار کی

دل لگانا تم نہ قابل ان بتون سے بھولکر / جان لے لیگی تری اک دن یہ باتین پیار کی

کافی۔ جناب سید علی صاحب تلمیذ حضرت شایق

تشنۂ دیدار کو سیراب کر قاتل ذرا / مین بھی دیکھون آب کیسی ہے تری تلوار کی

وصل کا نقشہ ہے فرقت مین مرے پیش نظر / یاد آتی ہین مجھے رہ رہ کے باتین پیار کی

کوثر۔ جناب میر کوثر علی صاحب تلمیذ حضرت مہدی

پڑگئی ہے چھاؤن میرے دیدۂ بیدار کی / آجتک آنکھین کھلی ہین نرگس بیمار کی

مین ادہر بیمار فرقت دل ادہر بیمار غم / دل لگی ہو کسطرح بیمار سے بیمار کی

کوچۂ قاتل سے اب دو لیے جاتے ہین ہم / بدھیان پہنے ہوے ہین زخم دامندار کی

خاک مین تو نے ملا دی میری عزت اے جنون / چار مین رسوا کیا باتین سنا تین چار کی

پھر بہار آئی جنون آنکھون مین صحرا پھر گیا / پھر تری صورت نظر آنے لگی گھر بار کی

کسکا شکوہ کیجیے کسکی شکایت کیجیے / غمزۂ خونریز کی یا عشوۂ خونخوار کی

کوثر ناشاد فرقت مین تڑپ کر مرگیا / مرتے دم تک آرزو تھی آپکے دیدار کی

کوکب۔ جناب شیخ علی بن شیخ ابراہیم صاحب تلمیذ حضرت شایق

قدسیان یہ کہہ رہے تھے عرش پر معراج مین / آج آمد ہے یہان اللہ رے دلدار کی

ہوگئے بیہوش جب سنتے تو یہ آئی صدا / کیا اسی ہمت پہ تحسین تھی آرزو دیدار کی

خواب مین بوسے دے تھی تمنی مجھکو نہین
دیکھ لو آئینہ مین حالت ذرا رخسار کی

کیفی - ابوالرضا سید رضی الدین حسن تلمیذ حضرت میکش

کی ہے کچھ تقلید انداز خرام یار کی
چال خود سیکھا رہی ہے چرخ کج رفتار کی

روکش خلد برین دیوار ہے بام یار کی
چشم تر تفسیر تجری تحتہا الانہار کی

طالب جنت ہو وہ آوارہ یار کس طرح
جو نہ لے منت کسی کے سایۂ دیوار کی

تم کھلے بندون پھرو اور ہم مقید ہی رہین
واہ کیا اچھی ہوئی پابندیان اقرار کی

ہمصفیران عدم کہتے ہین کیا آرام ہے
کتنی ٹھنڈی چھاؤن ہے قاتل تری تلوار کی

دل یہ کہتا ہے کہ ذکر العیش نصف العیش ہے
عقل کہتی ہے کہ اوسکی آرزو بیکار کی

قطرہ رسوائی مین اک گوہر مزا ملنے لگا
چھیڑ کر کھانے لگے ہم گالیان بازار کی

پنجۂ وحشت کے ناخن بڑھ گئے آئی بہار
دھجیان اوڑنے لگین پھر زخم دامندار کی

انقلاب دہر جاتا ہے کنوان پاسون کا پاس
آبلون کو جستجو ہے وادی پرخار کی

ہائے اب بھی پاؤن سے مہندی نہین چھٹتی صنم
یان تو نبضین چھٹ گئین ظالم ترے بیمار کی

بخشش دیتا ہون مین اوسکو اپنی آنکھون کا لہو
طرح ڈالی جس نے یارب حسن کے بازار کی

وہ آنکلین تنگ مین وہ لوٹے جاتے رہے
ہائے کیفی کیا کہین طاقت نہین گفتار کی

گوہر - جناب محمد فیض اللہ صاحب کیدانی تلمیذ حضرت برتر

کرلی ہے افزون تڑپ برق جمال یار کی
ہے نگاہ شوق دشمن طالب دیدار کی

غنچۂ دل کھلگیا جب پڑ گئی اپنی نظر
ہے بہار جانفزا رنگت گل رخسار کی

لے دو ضعف ناتوانی اب ملا دی خاک مین
منتین کب تک اٹھاؤن سایۂ دیوار کی

کیون نہین ہستی زمانہ کی ہوا یکسان مدام
یہ بھی کیا بے اعتنائی ہے مزاج یار کی

مژدہ باد اے ناامیدی حسرتین خون ہو گئین
تیغ بنکر پھر گئی چتون بت عیار کی

رنگی چمکی نگاہ شوق روئے یار پر
غفلت چشم تحیر حال ہے ہشیار کی

حال دل کسکو سناؤن ہے یہ تاثیر بیان
مجھسے بدتر ہوگئی حالت مرے غمخوار کی

ہے غبار ناتوانی کسقدر مٹی خراب
دامن افشان ہے ہوا بھی دامن الدار کی

بہر تصدیق سخن سنجی یہ کافی ہے گہر — داد دین گر اہل محفل آج ان اشعار کی

گل – جناب عمر بن عبد الکریم صاحب تلمیذ حضرت شایق

اے ربیت ہے دین خدا کیواسطے جلوہ دکھا — آرزو دل مین ہے مدت سے تری دیدار کی

یاس غم جور و ستم رنج و الم درد و قلق — حد نہین ایجان تری فرقت مین کچھ آزار کی

وصل مین پوچھنے وہ بولا بگڑکر رات کو — دیکھیو اچھی نہین ہے دل لگی سرکار کی

ہو مبارک زاہد تمکو عبادت کا گھمنڈ — ہمکو کافی ہے شفاعت احمد مختار کی

یا الٰہی کیا ستم ہے فاطمہ کے لعل پر — ق — کررہی ایذا ابھی کچھ حد بھی تھی آزار کی

وہ اگر ناراض ہوتے سر کٹا دیتے — اصل کیا تھی اور کیا قسمت کی [illegible] کی

حسن یوسف بھول ہی جاتین زنان مصر — دیکھتین گر شکل [illegible] احمد مختار کی

مجید – جناب مرزا چاند علی بیگ صاحب تلمیذ حضرت [illegible]

مدح گستر ہے خدا خود آپکا قرآن مین — کیا وہ مدحت ہے ادا ہو احمد مختار کی

محفوظ – ابو المکارم جناب حافظ شیخ محی الدین احمد صاحب تلمیذ حضرت داغ دہلوی

کب مجھے ہے تشنگی کچھ نیم جان وزار کی — آبداری دیکھ لی قاتل تری تلوار کی

تیغ مین آئے عیادت کو جو دہ بیمار کی — جان سکے ہمراہ نکلی آرزو دیدار کی

اسکی کچھ پروا نہین لاکھون جدا ہو جائین سر — ترپ رہ جائے مگر قاتل تری تلوار کی

ہائے ناکامی الفت وائے مجبوری عشق — منتین کرلی پڑین آخر مجھے اغیار کی

بیکسی کا ساتھ تھا آخر نکلتی کسطرح — دل سے آنکھون تک تو آئی آرزو دیدار کی

پھر سے پھرتے لے اوڑی دل ہو صبر و قرار — کیا قیامت خیز تھی گردش نگاہ یار کی

کیا ہونے کی توقع کیا ہو امید شفا — نبض بھی پہچان نہین ملتی ترے بیمار کی

خون ہی پیکر مرا اسے کاش ہو تسکین اسے — پیاس بجھ جائے کسی صورت تری تلوار کی

پھر مجھے حسرت سے دیکھا پھر مجھے غش آگیا — پھر رہے دل پہ چلی برچھی نگاہ یار کی

بیٹھے پھرتے کر دیے پامال دل عشاق کے — ابتو جا لینا آپ بھی چلنے لگے تلوار کی

کر شریک جوش وحشت ہو گیا دست جنون — دھجیان اوڑنے لگی پھر تنگی دامن کہسار کی

تجھ سے دم کیونکر نہ نکلے تجھ پہ دل کیونکر نہ آئے
ہائے ظالم تو نے کیا پائی ہے صورت پیار کی

پوچھنے والا نہیں کوئی غم فراق یار میں
درد دل اب تو ہی اوٹھکر لے خبر بیمار کی

منہ سے کچھ کہنے نہیں دیتا ہے مجکو رعب حسن
محفل دلدار مین تصویر ہون دیوار کی

گو ہے اک ناچیز لیکن داغ کا شاگرد ہے
کیون نہوتی قدر پھر محفوظ کے اشعار کی

محشری ۔ جناب میر تہنیت علی صاحب حیدرآبادی تلمیذ حضرت علوی

دیکھکر جنبش لچکتے ابروئے خمدار کی
زخم دل کو یاد آتی ہے لپک تلوار کی

موت جب آئیگی تیرے طالب دیدار کی
دیکھنا روئینگی آنکھین روزن دیوار کی

ہان تو فرماؤ کبھی سنتے کبھی اقرار کی
جب کہا منہ سے نہین جب بات کی انکار کی

جب کہا دل اک نگہ پر لو تو کہہ دیتے ہو لا
بات یہ اقرار کی ہے یا کہ ہے انکار کی

ہمتو حیرت سے خم و چم دیکھتے ہی رہ گئے
کھب گئین تو کھین جگر مین ابروی خمدار کی

دیکھنا بہکیگا بادہ اے محتسب میکدہ
آنکھین جب کھلجائینگی ساقی ترے میخوار کی

ہائے دل اور دل بھی مجھسے ناتوان وزار کا
ہائے برچھی اور برچھی بھی نگاہ یار کی

ایسے ہم روئے کہ داغ اشک بھی دھوتے ہی بنی
آبرو کیا رنگتی ہے دیدۂ خونبار کی

یہ ستم ہے یہ کرم ہے یہ جفا ہے یا وفا
ہم سے باتین ظلم کی غیرون سے باتین پیار کی

میرے داغ دل کا اوس بت نے کیا اچھا علاج
پٹیان باندھی کتر کر زخم دامندار کی

محشری صدقہ در علوی کا پائی صلح کل
بچگئے تکرار سے ہم کافر و دیندار کی

ولہ

کیون نکلے کاٹنے نہ جنبش ابروی خمدار کی
کس سے رک سکتین ہین یہ چوٹین تری تلوار کی

پتلیان کب پھر رہی ہین نزع مین بیمار کی
جان آنکھون مین ہے مضطر طالب دیدار کی

تو مری بالین سے کیا اوٹھا کہ نکلا میرا دم
آخری ہچکی تھی بس آہٹ تری رفتار کی

وہ سراپا ناز جب ہوتا ہے سرگرم خرام
لوٹ جاتی ہین قدم پر شوخیان رفتار کی

تیرے گھر کا سایہ ہے مجھ ناتوان کی سد راہ
بنگئی دیوار اب تو چھاؤن بھی دیوار کی

کیا مزہ ہے چشم عاشق سے وہ جا سکتے نہین
بسگئے ہین جان گویا طالب دیدار کی

کب کے ابرو کا اشارہ غیر سے ہمکو لڑاو
بیٹھے بیٹھے باڑہ دو اور باڑھ بھی تلوار کی

اوسکے دل سے پوچھیے یا میرے دل سے پوچھیے
دو باتین ہین وہ کیا ہین ظلم کی یا پیار کی

جب وہ آئے سامنے آنکھون مین آنسو بھر گئے
پتلیون نے سے لیے وضو دیکھی صورت یار کی

ہمتو روتے ہین اونھین کچھ پر تمہین بھی یاد ہین
وہ محبت کی نگاہین اور وہ باتین پیار کی

کیون نہ دامن شوق سے لی جائین آنسو چشم تر
میرے اشکون مین ہے لذت شربت دیدار کی

مشکور جناب میر سعادت علی صاحب تلمیذ حضرت میکش

ہر گھڑی ہر لحظہ اور ہر وقت ہر دم صبح و شام
ذکر غم علوی کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

میکش حضرت شمس الحق سجاد علی صاحب قبلہ تھانوی

مدتون اڑائین ہوائین سنکے باغ یار کی
پتا پتا ڈالی ڈالی سیر کی گلزار کی

دید کے قابل ہے صورت عندلیب زار کی
چٹکیان لیتی ہین دلمین جنبشین منقار کی

سرخ رنگت کیون نہو اس دیدۂ خونبار کی
خون ہوکر بہتی ہے حسرت تیرے دیدار کی

جمع ہے اک خلق دولت لٹتی ہے دیدار کی
بھیڑ ہے کوچہ مین اوسکے کافر دیندار کی

فہم مین آیا نہ تھا جبتک کہ مین جبل الورید
قدر تھی اپنی بھی آنکھون مین بہت زنار کی

سخت جانی نے کسی کی دانت کھٹے کر دیے
سب حقیقت کھلگئی شمشیر جوہر دار کی

گھونٹ کر دم اپنا گھڑی نیند سو جاتے ہین
ہاتھ آجاتی جو پرچھائین تری تلوار کی

نالہ و شور و فغان و آہ پر کھیلین سے کب
حسن کے بھرے پہ ہین وہ کیا [illegible]

گر کے ان نظرون سے ہم سبکی نظر سے گر گئے
کب خبر تھی یون بدھجائین گی آنکھین یار کی

کیسی غفلت تھی کہ اک عالم سے ہم لڑتے رہے
ایک دن ٹوٹی نہ گردن نفس نابکار کی

اسپہ یہ پڑ گیا کس گل کی چشم مست کا
آنکھ تک کھلتی نہین ہے نرگس بیمار کی

خون کا پیاسا نہین گر ناوک دلدوز یار
بے سبب پاچھین کھلی جاتی ہین کیون سوفار کی

آمد آمد ہے ترے وحشی کی شاید دشت مین
برچھیان تانے ہوے آتی ہین کیون خار کی

میکشی کے فن مین بھی میکش جو کامل ہوا
میکدے مین آسکے ناحق بھیڑ مرے یار کی

ولہ

انکے آگے کیا حقیقت ہے کسی گلزار کی
رنگ اک لائین ہین کلیان زخم دامندار کی

تیر محشر کی کھلجاتی حقیقت حشر مین
تیر تھی ہی نہ سر کی زخم دامندار کی

کب خبر تھی اسطرح تیر نظر برسائینگے
دھجیان اڑجائینگی یون زخم دامندار کی

عکس دامان نگاہ مرحمت پہا ہا بنا
اور صورت ہوگئی کچھ زخم دامندار کی

تنگے ہوگئے اس جگہ رہتے نہین پیکان یار
سر زمین سیراب ہے کیا زخم دامندار کی

اسقدر پھیلے کہ تل رکھنے کو جا باقی نہین
بھر گئی چورون سے بستی زخم دامندار کی

بھولکر بھی نام پھر گل کا نہ لیتی عندلیب
دیکھتی صورت جو میرے زخم دامندار کی

یہ خراشین سب لیے محل اے ناخن غم تا بکے
دھجیان پاؤن تک آئین زخم دامندار کی

بیٹھکا چورون کا ہے ہر جادہ ناسور مین
جھنگیین تیرون سے راہین زخم دامندار کی

آتے ہی رہتے ہین اوس سفاک کے دو چار تیر
اک ترقی پر ہے رونق زخم دامندار کی

تیر مژگان سے کہو میرا گھٹا جاتا ہے دم
کھول جائے آکے کھڑکی زخم دامندار کی

لطف ملتا چادر مہتاب اگر دیتا فلک
پٹیان ہی ہم بناتے زخم دامندار کی

حشر مین کام آئین گے ٹکڑے کسیکی تیغ کے
لے چلا ہون بھر کے جھولی زخم دامندار کی

اندمال اسکا ہوا کچھ بادہ گلرنگ سے
تھی بہت تکلیف سینکش زخم دامندار کی

ولہ

دل اک کچھ ایسی بندھی ہے آبرو خنجر کی
دونون عالم مین ہے شہرت یار کی تلوار کی

کیا مزے لیتے ہم نے جان دی مقتل مین
پھر دہان زخم سے چوسی زبان تلوار کی

میان سے ہوتے ہی باہر سر کا ہر تیغ ادا
ابو گر پھر کی زبان چلنے لگی تلوار کی

موج آب تیغ کا اک گھونٹ بھی آیا نہ ہاتھ
دھار ہی آنکھون مین پھرتی رہ گئی تلوار کی

آب تیغ یار نے جوہر کو زندہ کر دیا
مچھلیان ایسی تیرتی ہین دھار مین تلوار کی

وجد کرتی کیون نہ نکلے سینۂ بسمل سے روح
نغمے پیدا ہوتے ہین جھنکار سے تلوار کی

لطف دیگی اسطرح مقتل مین قاتل کی ثنا
پیر سے زخمون سکے دہن مین ہین زبان تلوار کی

اپنا محمل نیزہ اعدا جانے کہان جا رکے
سیکڑون لاشین پھینکنگی دھار مین تلوار کی

سخت جانی کا بُرا ہو رہ گئے ہم نیم جان ۔ کب خبر تھی باڑھ بھی گر جائیگی تلوار کی

کر دو جانبازوں کو ٹیسو کیطرح مقتل میں لال ۔ کھیت میں تلوار ہی سے قدر ہے تلوار کی

ذکن اوٹھا دےگے اگر سو کھے گلے کا تُو دم ۔ آبرو مٹی میں سب ملجائیگی تلوار کی

تشنہ کامان شہادت کے ہوئے لب تک تر ۔ آبرو پر آج پانی پھر گیا تلوار کی

زخم منہ پر کھائینگے اُس تیغ شعلہ بار کے ۔ بھاگنے والے نہیں ہم آنچ سے تلوار کی

تابِ محشر سے ڈرے کیا کشتۂ تیغ جفا ۔ گھر سے آیا ہے نکلکر چھاؤن میں تلوار کی

ہمنے ملکش دیکھی ہے اوس مست کی تیغ ادا ۔ جسکے آگے کچھ حقیقت ہی نہیں تلوار کی

ناظرؔ ۔ جناب ناظر علی مرزا صاحب تلمیذ حضرت برترؔ

حیرت افزا وہ جھلک تھی جلوۂ رخسار کی ۔ مرتے مرتے بھی نہ نکلی آرزو دیدار کی

تو نے او قاتل بجھا دی آتشِ قلب و جگر ۔ آتش سیال گویا آب تھی تلوار کی

شوخی نقش خرام ناز دیتی ہے پتا ۔ کیا چھپی ہیں انجمن آرائیاں اغیار کی

آگیا تھا پھر کوئی وحشی سوئے دشت جنون ۔ کہتی ہے لپٹی ہوئی دھجی سر پر خار کی

نیم بسمل چھوڑتا ہے کیوں یہ کیسا ہے ستم ۔ او ستم ایجاد رحمت اور بھی اک وار کی

سوز جذب تشنہ کامان شہادت دیکھنا ۔ نام کو باقی نہ چھوڑی آب تک تلوار کی

کیوں گلابی رنگ ایجاں ہو گیا ہے سوسنی ۔ کس نے لوٹیں ہیں بہاریں گلشن رخسار کی

ہے خدا سے روز و شب ناظرؔ یہی اپنی دعا ۔ عمر و دولت میں ترقی ہو مرے سرکار کی

ناوکؔ ۔ جناب احمد حسین صاحب تلمیذ حضرت جوہرؔ

مجھکو گالی عیر ہون بوسہ سے ہر دم سرفراز ۔ اللہ اللہ کیا عدالت ہے مرے سرکار کی

ایک نے لاکھوں میں جہاں کسکی بھائی کرین ۔ ایک کی دو کی مری جان تین کی یا چار کی

سرو نے شمشاد نے وہ ناز کی پائی کہان ۔ راستی کچھ کچھ گر ہے قامت دلدار کی

ہجر سے میں مبتلا ہوں عیر کا ہے اونکو غم ۔ کیا عیادت فرض ہے بیمار پر بیمار کی

خال لب کو خضر سمجھے تھے وہی رہزن ہوا ۔ دوست بنکر دشمنی کا فرنے آخر کار کی

نادرؔ ۔ جناب عبد الرحیم خان صاحب دہلوی تلمیذ حضرت جلوی علیہ الرحمہ

مہربانی ہو رہی ہے جب سے نوک خار کی / بڑھتی جاتی ہے خلش بھی زخم واشدار کی

آپکا کوچہ ہے یا ہے قتل گاہ عاشقان / ٹھوکرون مین لاشین آتی ہین نظر دو چار کی

رہنے کی ہے جیسے زاہد بیعت پیر مغان / کچھ ہمین حاجت نہین ہے جبہ و دستار کی

میکدہ مین آتے ہین حضرت کو لینا میکشو / شیخ جی لینے لگے ہین آجکل [illegible] کی

زاہدون کو فہم رحمت کا تری قائل نہین / یا خدا محشر مین رکھنا آبرو میخوار کی

کیا یہی ہے مہربانی کیا یہی ہے دلبری / مجھکو دیکھا گالیون کی آپنے بھرمار کی

جیسے گردن مین پڑا ہے رشتہ حبل الورید / آبرو کرتے ہین زاہد بھی مرے زنار کی

کیا بتاؤن ہمدمو کا ہے جنون کا ہیجان / ملتی جلتی ہے زمانے سے طبیعت یار کی

شکل نادر ہو رہی ہے خلق پامال خرام / کم قیامت سے نہین جنبش تری رفتار کی

واصل - جناب میر قادر علی صاحب تلمیذ حضرت حبیب کنتوری

یاس بدلی ہے امیدون سے جو وصل یار کی / بڑھ گئی ہے اور بھی دل مین ہوس دیدار کی

کیا مسیحا سے دوا ہو عشق کے آزار کی / اسکو حاجت ہے کسی کے شربت دیدار کی

دیکھکر گریان مجھے برہم ہوا ایسا مزاج / موج طوفان ہوگئی چین جبین دلدار کی

کسطرح پہونچون الٰہی منزل دلدار تک / پاؤن مین طاقت نہین ہے دو قدم رفتار کی

ہے دعا دل سے یہی واصل کی اب شام و سحر / عمر و دولت ہو فزون یارب مرے سرکار کی

ہدایت - جناب ہدایت اللہ بیگ صاحب تلمیذ حضرت بیکش

خیر ہو یارب قضا آئی ہے پھر دو چار کی / بے سبب جنبش نہین ہے ابروی خمدار کی

یوسف - جناب سید یوسف حسین صاحب تلمیذ حضرت جمیل

دیکھکر آنکھین نشیلی اوس بت میخوار کی / بند ہو جاتی ہین آنکھین نرگس بیمار کی

وعدہ پر وہ آتے لیکن وائے ناکامی مری / سوگئی قسمت جب اپنے دیدۂ بیدار کی

چین سے مجھکو کہان دم بھر تہ چرخ کہن / جب سے صورت چھپ گئی ہے آنکھ سے دلدار کی

چاہتا ہے دل کہ تڑپے پر کہان تاب و توان / کیا بری حالت ہے ان روزون دل زار کی

چل بسے جب حضرت علوی تو یہ دل نے کہا / چھپ گئی دنیا سے صورت میرزا اسرار کی

صاف عارض دیکھکر اوس غیرت گلزار کے
بلبلین کہتی ہین چھٹی گلشن بے خار کی

چشم میگون سے نے تری سرشار ایسا کر دیا
آرزو باقی نہین ہے خانۂ خمار کی

ایک یوسف پر فدا ہین سیکڑون پردہ نشین
کیا کہون تم سے حقیقت حسن کے بازار کی

اخگر - جناب منشی لطیف احمد صاحب خلف حضرت امیر مرحوم

سیر دیکھی آنکھ نے اوس چشم دریا بار کی
آنسوؤن کے ساتھ نکلی آرزو دیدار کی

موتیون کا شک اونھین ہوتا ہی اشکون پر مرے
بڑھ کے لے لیتے ہین دامن مین نگاہین یار کی

کیا صفائی ہے کہ تسمہ تک لگا رکھا نہین
دست قاتل کی بلائین لون کہ لون تلوار کی

اشک غم پینے کو پی جاؤن پر اسکا کیا علاج
آنکھ سے حسرت ٹپکتی ہے ترے دیدار کی

یہ طبیعت کا ٹھہرنا ہے تو جینا ہو چکا
نبض بھی گھڑیون نہین چلتی ترے بیمار کی

مین تمھین دیکھون تو کیا ممکن ہے ہو افشائے راز
چھپ نہین سکتین چھپائی سے نگاہین پیار کی

دل چلا ہے اوس گلی کو آرزوئین ساتھ ہین
یا الٰہی خیر ہو اس قافلہ سالار کی

وار کر قاتل نظر کیون پھیرتا ہے بار بار
ہین مری دیکھی ہوئی چالین تری تلوار کی

چتونون سے کام لیتے ہین شب بزم مین
آنکھون ہی آنکھون مین ہو جاتی ہین باتین پیار کی

چھپکے پردے مین کوئی کیا کیا ستاتا ہے مجھے
اک چھری چلتی ہے دل پر حسرت دیدار کی

حال کیا کہیے خزان کا زرد ہے سارا چمن
آ لگی جان پر جو ہوا ہے سانس ہی بیمار کی

گالیان دینا تمھاری شان پر زیبا نہ تھا
پیاری پیاری شکل تھی باتین بھی تھین پیار کی

یہ جہان رنگ تصور کھل گئین آنکھین مری
حسرت دیدار لذت ہو گئی دیدار کی

اور بھی گل تھے چمن مین لیکن اے رشک چمن
آنکھ تیری ہی طرف تھی نرگس بیمار کی

رنگ مینائی جھلکتا تھا جہان اختر کبھی
ہین یہی سوکھی سی کلی ہون اوس گلزار کی

بیان - جناب محمد عبد العظیم خان صاحب دہلوی -

بات اوسکی اور سرو شمشاد کی پھر یار کی
شرم سب رشتے کے کٹنے زبان اغیار کی

نام قاتل کا ہوا خنجر کا دل یا خون بڑھا
دھجیان بکھرین جو لپٹے زخم دامندار کی

آرزو قتل بہانہ کی ہے جنھین وہ اور ہین
ہمکو تو کافی ہے پرچھائین تری دیوار کی

اضطراب دل سے اپنے مجھکو ثابت ہوگیا
مار ڈالیگی کسیدن آرزو دیدار کی

ایسے بہکے حضرت زاہد نے گلرنگ سے
پوچھی مسجد کی تباہی خانۂ خمار کی

کس صفائی سے بھری محفل میں دل کو لیگئی
دیدنی ہے آفت بیباکی نگاہ یار کی

لب سے لب ملجائیں دل سے دل ملا آنکھیں ہوں چار
رہ نجائے کوئی حسرت طالب دیدار کی

آئینہ ہے سامنے اور محو آرایش ہے یار
آج کیا کیا ہیں پڑی سب ہے طالب دیدار کی

آسمان کی دوستی کا ہو یقین کیا اعتبار
دوسری تصویر ہے یہ بھی مزاج یار کی

ان حسینونکا گلہ کیا یہ جفا پیشہ ہی ہیں
ہیچ تو یہ ہے اسے پہچان تجھسے وفا بیکار کی

حبیب۔ جناب مولوی سید کاظم حسین صاحب کنتوری

کرتی ہے جان بخشیاں چشم عطا سرکار کی
ہے وہاں دست طلب جنبش لب اظہار کی

منزلیں طے کیں ہیں عشق ابروے خمدار کی
عمر کاٹی ہے چلکر بار حد پر تلوار کی

ادھر سے گئے کہ کر دوا ہے موت آزار کی
نبض دیکھی تھی مسیحا نے ترے بیمار کی

شک ہے کیوں واعظ تجھے بخشش میں مجھ میخوار کی
بیخودی میں بھی صدا لب پر ہے استغفار کی

عرصۂ محشر ہے ابتدا اونکا کوچہ کم نہیں
اور ہیں عاشق دعائیں گرمئ بازار کی

بڑھ گئی کچھ آب و تاب روشن دامان نظر
موج بحر حسن تھی شوخی تری رفتار کی

تم جوانی میں ہوئے آموزگار ظلم و جور
سیکھ لیں بچپن سے چالیں چرخ کج رفتار کی

مجھکو نادم پاکے بارے آئی رحمت جوش میں
آبرو رکھ لی خدا نے چشم دریا بار کی

ہو نہ قاصد کسطرح حسن تکلم دلفریب
بابت تیرے منہ سے نکلی ہے زبان یار کی

جائے کافور کفن خاک در جانان ملے
میری تربت پہ ہو چادر سایۂ دیوار کی

دل میں خندان غنچۂ سوفار تیر ناز ہے
جیب گلچیں میں ہیں کلیاں زخم دامندار کی

کیا کہیں تھا قدر دان ناقدر دان بھی جسے
چپکے دیدینا تھا دل ہے عجب تکرار کی

ذرہ ذرہ ہوگا آئینہ فروغ عشق کا
ہیں رگیں تار شعاع مہر جسم زار کی

کوہ میں چھن جائے تمکین سخن جالی نہیں
ترشے پتھر لاکھ رفعت کب گھٹی کہسار کی

کیوں نہ غالب ہیں حبیب زندے اردا نگال
یہ تو یاں بھی گھر ہلا ہے خانۂ خمار کی

حیدر۔ جناب محمد حمید رضا صاحب تلمیذ و پسر لطفی حضرت میکش تھانوی مدظلہ

ہے زیادہ تیغ سے شہرت نگاہ یار کی
قدر ہی عالم سے اب اٹھ جائیگی تلوار کی

کام گر پورا نہیں کرتی تمھاری تیغ ناز
ہاتھ سے ہی توڑ ڈالو گردنیں دو چار کی

وصف حضرت میں ہے ہر مرغ چمن تسبیح خوان
ذکر عماوی کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

جانتے ہیں سب کہ میں شیر خدا کا ہوں غلام
ہے مجھے امداد حیدر حیدر کرار کی

شمسی۔ جناب مولوی میر احمد علی صاحب تلمیذ حضرت علوی

وجد میں ہیں حقنی شاخیں ہیں بیان اشجار کی
ذکر علوی کرتی ہے بلبل مرے گلزار کی

ہوتا ہے ہر لحظہ ہر شے سے عیان اوسکا ظہور
ہر طرف مجھکو نظر آتی ہے صورت یار کی

دم لبوں پر آگیا ہے نزع کی حالت میں جان
او مسیحا لے خبر جلدی کہیں بیمار کی

کرتی ہے وہ کام جو تلوار سے ہوتا نہیں
کیوں نہ عالم میں ہو پھر شہرت نگاہ یار کی

جب سے اوس شکل قمر کا دلمیں آیا ہے خیال
اور حالت ہوگئی ہے زخم دامندار کی

ایک بھی تو ہے نہیں عالم میں اوسکے رنگ کا
ہے زمانے سے نرالی طرز میرے یار کی

میکدے میں جا رہے ہو خیر تو ہے شیخ جی
آگئی کیا آج شامت جبہ و دستار کی

حور کی خواہش ہے اے شمسی نہ جنت کی طلب
اپنے دل میں تو جگہ ہے میرزا اطہار کی

ضامن۔ جناب سید محمد ضامن صاحب خلف حضرت کیفی جی

گر قضا نے جان لے لی عاشق بیمار کی
آبرو پھر کیا رہی قاتل تری تلوار کی

دھوم سرہنگوں میں ہے چشم بت عیار کی
وار ہے لاکھوں پہ ان ترکوں نے تلوار کی

اک نہ اک دن نذر چشم یار ہو جائیگا دل
گر یونہیں صحبت رہی بیمار کو بیمار کی

حالت دل دیکھکر ہے لال پیکانکی زبان
اس ہنسے نے کیا دیکھا جو باچھیں کھل گئیں سوفار کی

پرتو داغ جگر ہے جلوۂ جوش بہار
ایک مرجھائی کلی ہے جنت اس گلزار کی

جزر و مد عشق کا ہے نام ہستی و عدم
موت بھی اک موج ہے اس قلزم ذخار کی

حسن ہر صورت میں برق خرمن نظارہ ہے
لن ترانی ہے سزا ہر طالب دیدار کی

اف ری وحشت ساتھ ہی صحرا نوردی ضعف ہے
لے اڑیں مجھکو ہوائیں دامن کہسار کی

ٹوٹ جائیگا یہ دیکھو یون نہ تم مجھسے کبھو
کیا دھاگا ہے حقیقت کیا نفس کے تار کی

اسقدر ٹکرایا سر زندان مین کہ خود ٹوٹ گئے
میری وحشت دیکھکر آنکھین کھلین دیوار کی

بس کرو ختم اب ہو جا غزل طول امل
نغمہ گوئی چاہئے حاجت نہین طومار کی

قادر ۔ جناب مولوی قادر حسن خان صاحب متخلص بہ قادر تلمیذ حضرت غالب عالی

ہر گھڑی ہر لحظہ صورت دیکھتا ہون یار کی
پھر کبھی تو حسرت نکلتی ہی نہین دیدار کی

دن بدن حالت ردی ہے اب تری بیمار کی
کیا دوا ممکن نہین ہے اس مرض آزار کی

وقت ہے امداد کا امداد کر بہر خدا
اے مسیحا جلد آ اب لے خبر بیمار کی

یا الٰہی یہ تمنا دل کی بر آئے کہین
سر ہو قادر کا گلی ہو حضرت سردار کی

مست ۔ جناب خواجہ نوازش علیخان صاحب تلمیذ حضرت مینکش

یہ نہین سچ ہے سنان نگاہ یار کی
برچھیان لیٹی ہوئین ہین زخم دامندار کی

پھر کہے دیتا ہون پچتاؤ گے تم اکدن حضور
دشمنی سے کم نہین ہے دوستی اغیار کی

تیری غفلت کا بھلا ہو اے مسیحا زمان
دیکھ تو کیا ہو گئی حالت ترے بیمار کی

دل کو میرے یون ہتیلی پر نہ رکھکر لیجیے
لال ہو جاتے ہے پڑینگی اسپہ آنکھین چار کی

دست و بازو کا تصدق نیمجان کتا ہے یہ
خلق کو دکھلا صفائی تیغ جوہر دار کی

جان دیدونگا ملاتے آپ مٹھی ہی رہین
یہ نہ ہوگا شین جا کر کروں اغیار کی

قدر کیا زاہد کو اسکی مست کی آنکھون سے پوچھ
خلد سے بہتر فضا ہے خانۂ خمار کی

غزلیات فارسی

آبرو ۔ جناب سید احمد علی صاحب منصبدار تلمیذ حضرت کاشف

دو چشم من بغم روے آن نگار گریست
سحاب بود کہ در موسم بہار گریست

منم کہ در سر زلف تو چاک دامانم
چو دید حالت من قیس بار بار گریست

حسامی ۔ جناب بشیر الدین احمد صاحب حیدر آبادی

شبے دلم بخیال فراق یار گریست
بجائیکہ در دو چشم روزگار گریست

شکیب رفت ز دست و بلند شد شیون
کہ دیدہ در غم دلدار زار زار گریست

نگرید از غم ایام دیدہ گر مصر — بعشق پاک خداوند کردگار گریست
کنار من دریاست زآب دیدہ زبس — زفتنہ باری گردون کجدار گریست
پئے چراغ عمل باشش در دو روزہ جہان — کہ بایدت پس مردن بگور تار گریست
خیال تربت علوی چو گشت دامن گیر — بسان شمع دلم بر سر مزار گریست
بتا بگفتہ عرفی اگر وصال دہد — ہزار سال توانم بانتظار گریست
بیا ز خستہ دم کامل حسامیا عمرے — مرا دو دیدہ چنان ابر نوبہار گریست

شائق ۔ جناب سید اعظم علی صاحب تلمیذ مولانا ترکی ۔

کدام سوختہ جانے بکوئے یار گریست — کہ از گرستن او چرخ زار زار گریست
بسان تنگ دہان تو غنچہ کے خندید — کجا چو دیدۂ من ابر نوبہار گریست
چنان ز درد جگر گریہ در ہشش کردم — کہ ذرہ ذرہ بحال من نزار گریست
زمین بلرزہ در آمد ز آہ پیر فلک — حسین چون ز غم طفل شیرخوار گریست
کسے کہ تا نکند متہم بقتل منش — از آن بنعش من آن شوخ بار بار گریست
کسے نہ خورد غم من بہ زندگی افسوس — ز غم کسے پس مرگم بسر مزار گریست
بسر شود ہمہ روز ہش بخندہ اے شائق — سحر انکہ تمام شب از نہیب کردگار گریست

واحدی ۔ جناب محمد عبد الحمید خان صاحب حیدر آبادی

ندو فراق تو پروانہ زار زار گریست — ز شام تا بسحر شمع اشکبار گریست
عجب نباشد اگر لالہ زار دل شگفد — کہ چشم من صفت ابر نوبہار گریست
گلاز ہستی موہوم خویشتن میکرد — حباب بر رخ من پیش جویبار گریست
چو برق گاہ بخندید زخم من بر خشش — چو ابر دیدۂ من گاہ زار زار گریست
ز سوز درد بدانسان سرشک میریزم — چنانکہ بر رخ گل چشم آبشار گریست
ز درد و بادیہ پیمائیم ز سودائش — چو چشم آبلہ در دشت نوک خار گریست
عجب نباشد اگر نامہ ام بشوید اشک — سحر کہ واحدی شرمسار زار گریست

تمت بالخیر